سوانح

حضرت زہیر ابنِ قین علیہ السلام

مصنّف

زبدۃ العلماء سیّد آغا مہدی لکھنوی

سوانح

حضرت زہیر ابنِ قین علیہ السلام

مصنّف

زبدۃ العلماء سیّد آغا مہدی لکھنوی

ناشر

رحمت اللہ بک ایجنسی

بالمقابل بڑا امام بارگاہ، کھارادر، کراچی ۷۴۰۰۰

فون 2431577

روپے

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	اخبارات کی رائیں	۴	۲۳	علمدار لشکر کو آمادہ کرنا	۲۱
۲	تعارف کتاب	۶	۲۴	جنگ کے میدان میں موعظہ	۲۲
۳	کمال عظیم آبادی مرحوم	۷	۲۵	شہسواری اور شہرت	۲۳
۴	ماخذ کتاب		۲۶	حسینؑ کی امداد	۲۴
۵	ولادت	۸	۲۷	زہیرؓ کی فاتحانہ جنگ	۲۴
۶	نام	۸	۲۸	دعا کی جہاد اور	
۷	والدین	۸		کارنامہ شجاعت	۲۵
۸	خاندان	۹	۲۹	زہیرؓ کے عشق آمیز کلمات	۲۶
۹	نشو و نما	۹	۳۰	نماز ظہر اور تقسیم فوج	[illegible]
۱۰	شہادت کی پیشین گوئی	۹	۳۱	زہیرؓ میدان جنگ میں	۲۷
۱۱	شادی	۱۱	۳۲	فوج شام کو نقصان عظیم	۳۱
۱۲	سکونت	۱۲	۳۳	شہادت زہیر بن قین رح	۳۱
۱۳	مذہب	۱۲	۳۴	زہیرؓ کا مرتبہ	۳۲
۱۴	حج کا ارادہ	۱۳	۳۵	زہیرؓ کی یاد	۳۲
۱۵	امامؑ سے ملاقات	۱۳	۳۶	تجہیز و تکفین	۳۳
۱۶	خطبۂ امام اور زہیرؓ کا جواب	۱۴	۳۷	زہیرؓ کا قاتل	۳۴
۱۷	حریت زہیرؓ کا غصہ	۱۶	۳۸	زہیرؓ کی عظمت و خصوصیات	۳۴
۱۸	وفا	۱۶	۳۹	زہیرؓ بزم طرب و حکمت میں	۳۶
۱۹	فوج مخالف سے گفتگو	۱۷	۴۰	تبصرہ بر کلام	۳۸
۲۰	شب عاشور	۱۹	۴۱	خاندان زہیرؓ	۳۹
۲۱	مسئلہ امامت سے دلچسپی	۱۹	۴۲	زہیرؓ کے ہمنام شہید	۳۹
۲۲	فوج خدا میں زہیرؓ کا عہدہ	۲۰	۴۳	باب المراثی	۴۱

اُن کتابوں کی فہرست جن سے اِس کتاب میں مدد لی گئی

نمبر شمار	نام کتاب	نام مولف مع سنہ وفات	زمانۂ تالیف
۱	آئینۂ تصوف اردو	شاہ محمد حسن صابری چشتی	مطبوعہ سنہ ۱۳۱۱ھ
۲	ابصار العین عربی	شیخ محمد طاہر سماوی معاصر	مطبوعہ سنہ ۱۳۴۱ھ
۳	بحار الانوار جلد عاشر عربی	ملا محمد باقر مجلسی المتوفی	سنہ ۱۱۱۱ھ
۴	تاریخ الامم والملوک عربی	ابو جعفر طبری المتوفی	سنہ ۳۱۰ھ
۵	تاریخ الکامل عربی	ابو الحسن علی بن اثیر جزری المتوفی	سنہ ۶۳۰ھ
۶	ریاض المصائب عربی	فاضل مولوی مولانا محمد مہدی	ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۲ھ
۷	شہدائے کربلا حصہ دوم اردو	امامیہ مشن لکھنؤ از سید علی نقی	سنہ ۱۳۵۵ھ
۸	عقد المتعاقدین اردو	الحاج ولایت علی ابن فرزند علی کاسوتپوری مرحوم	سنہ ۱۲۷۹ھ
۹	کربلا نامہ فارسی	منشی اسیر المتوفی	سنہ ۱۲۹۹ھ
۱۰	لہوف عربی	سید علی بن طاؤس المتوفی	سنہ ۶۶۴ھ
۱۱	مجالس المواعظ والبکا فارسی	شیخ جعفر شوستری المتوفی	سنہ ۱۳۰۳ھ
۱۲	مجمع البحرین عربی	فخر الدین بن طریح نجفی المتوفی	سنہ ۱۰۸۵ھ
۱۳	مدینۃ المعاجز عربی	علامہ سید ہاشم بحرینی المتوفی	سنہ ۱۱۰۷ھ
۱۴	معراج الکلام	خطیب اعظم مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ المتوفی	سنہ ۱۳۵۴ھ
۱۵	مقتل ابو مخنف	لوط بن یحییٰ ازدی المتوفی	سنہ ۱۵۷ھ
۱۶	مجموعۂ ورام	ابن ابی فراس المتوفی فی حدود	سنہ ۶۰۵ھ
۱۷	ناسخ التواریخ جلد ششم	لسان الملک مرزا محمد تقی سپہر کاشانی مطبوعہ	سنہ ۱۳۰۹ھ

اخبارات کی رائیں

جناب مولانا سید آغا مہدی صاحب دام برکاتہم بزرگان دین کی سوانح حیات یکجا کرنے کا نہایت مفید کام کر رہے ہیں۔ زیر نظر تالیف بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اس میں آپ نے کربلا کے ایک محبوب مجاہد حضرت زہیر بن قین کے حالات زندگی قلمبند فرمائے ہیں۔ ۴۰ صفحات کا یہ رسالہ حق بینوں کے لیے بہت دلچسپ اور لائق مطالعہ ہے۔ شائقین ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ سرفراز ۱۰ر دسمبر سنہ ۱۹۴۲ء

تاج الافاضل جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی مدظلہ

صدر الافاضل زبدۃ الواعظین مدرسۃ الواعظین سابق مدیر الواعظ کی رائے:-

لسان الملت عالیجناب مولانا سید آغا مہدی صاحب قبلہ لکھنوی نے ہمارے پاس دو رسالے سوانح عمری حضرت زہیر بن قین اور حضرت حبیب ابن مظاہر برغرض ریویو بھیجے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ کتاب اپنے خصوصیات کے لحاظ سے قابل مدح ہے۔ مولانا کی خداداد صلاحیت اور لطف بیان نے اس کی دلچسپی میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ شہدائے کربلا کے اکثر شہیدوں کے حال سے دنیا بے خبر ہے۔ مولانا نے ہر ایک کے لیے ایک ایک رسالہ جدا جدا تحریر کرنا شروع کیا ہے۔ یہ رسالے بھی اسی سلسلے کی دو

کرلیا ہیں۔ مولانا نے کافی جستجو اور وسعت نظر سے کام لے کر ان دونوں اصحاب امام حسینؑ کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔ جو ناظرین کے لیے بصیرت کا باعث ہوں گے۔ ان کی زندگی کا ہر پہلو ہمارے لئے نمونۂ عمل اور ان کی سوانح حیات کا مطالعہ ہماری بالیدگی ایمان کا باعث ہوگا۔

ان باوفا اصحاب کے مکمل حالات زندگی سے آپ مطلع ہونا چاہتے ہیں تو ان دونوں رسالوں کو ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ خداوند عالم مولانا کو تا ابد صحیح و تندرست رکھے تاکہ ان سے ایسے مؤلفات برابر رونما ہوتے رہیں۔

"الواعظ" جون ۱۹۴۳ء

سہیل سکینہ

حیدرآباد لطیف آبادی یونٹ نمبر ۸-C1

تعارف

"آفتاب" لکھنؤ کے تاریک صفحات میں واقعۂ کربلا کو سبک کرنے کیلئے بتایا گیا ہے کہ دنیائے اسلام کے مشہور خاندان کے سربرآوردہ لوگ جناب امام حسینؑ کے ساتھ نہ تھے۔

"غلامان و کلا بجز چند بزرگوں اور نوجوانوں کے جو خود حضرت حسینؑ ہی کی ولایت میں تھے اور جن کی مجموعی تعداد مع اولاد کے سترہ یا زیادہ سے زیادہ بائیس تک پہنچتی ہے کسی نے بھی تو ساتھ نہ دیا۔"

"آفتاب" شہید نمبر ص ۲۲ بابت ۱۳۵۵ھ

اس مغالطہ کے جواب میں حضرت زبدۃ العلماء مدظلہم نے یادش بخیر الواعظ کے صفحات میں محققانہ انداز سے ثابت کیا تھا کہ انصارِ حسین رضوان اللہ علیہم میں عرب کے بیشتر قبیلے مسلمانوں کے تمام نمائندے دنیائے اسلام کے اکثر باشندے شامل تھے اسی مقصد کی تکمیل میں جناب ممدوح نے شہدائے کربلا کے مسلسل حالات لکھنا شروع کئے ہیں جس کے مطالعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ناصروں کی سلک میں کیسے کیسے دُرِ شہوار تھے زہیر بن قین کے ولولہ انگیز حالات پر یہ پہلا رسالہ ہے جو پیش کیا جا رہا ہے۔ خدائے بے نیاز کی درگاہ میں ہماری دعا ہے کہ جملہ انصارِ حسینؑ کے واقعات زندگی جلد کتابی صورت میں قوم کے سامنے آئیں۔

کمال عظیم آبادی

Presented

کمالؔ عظیم آبادی

کمالؔ مرحوم مصنّف کے تلامذہ میں نمایاں درجہ رکھتے تھے اور شیعہ جرائد و رسائل میں کوئی پرچہ ایسا نہ تھا جس میں ان کے مقالات نہ نکلتے ہوں وہ اپنے پیر بھائیوں شیخ ڈاکٹر حسین فاروقی مرحوم ماسٹر شرف الدین حیدر ابو البلاغۃ مولوی سید علی داور صدر الافاضل میں سب سے زیادہ قریبی درجہ رکھتے تھے اور مصنفات میں جا بجا ان کے ہاتھ کے صفحات لکھے ہوئے موجود ہیں۔ ان کا مقولہ تھا کہ قبلہ کو تو یورپ میں پیدا ہونا چاہیئے تھا (جہاں دانشوروں کی قدر اور عزت افزائی ہوتی ہے) افسوس ہے کہ اس جماعت میں اب کوئی باقی نہیں۔ کمالؔ نے ۱۴؍ جنوری ۱۹۲۳ء کو عنفوانِ شباب میں رحلت کی اور کاتب تقدیر نے صحیفۂ عمل مکمل کر دیا۔ فاروقی مرحوم کی کتابیں بھارت اور پاکستان میں موجود ہیں اور ماسٹر صاحب کا مقالہ "اقوام عالم میں تبلیغ دین" الواعظ کے صفحات میں مہینوں جاری رہا۔ اسی طرح ماہنامہ "مبلّغ" بھی کہیں کہیں موجود ہے کاش صوبۂ بہار کے اربابِ خیر کمالؔ کے مضامین یکجا کریں تو ایک عمدہ ذخیرہ جمع ہو جائے۔ مرحوم نے "آفتاب" اخبار کا حوالہ دیا ہے جو دار المبلغین پاٹا نالہ لکھنؤ سے "النجم" بند ہونے کے بعد جاری ہوا تھا۔

ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زہیر بن قینؓ عرب کے سربرآوردہ لوگوں میں تھے۔ اپنی مخصوص شجاعت اور بہادری کے لحاظ سے امثال اور اقران میں ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ فصاحت و بلاغت بزرگوں سے میراث میں پائی تھی۔

ولادت نہایت مبارک تھی وہ گھڑی جب زہیرؓ پیدا ہوئے۔ شہدائے کربلا کی تاریخہائے ولادت کسی معتبر کتاب میں نہیں ہیں البتہ شاہ محمد حسن صابری چشتی نے آئینہ تصوف میں اس ضرورت کا احساس کیا ہے اور اپنی ذاتی ذمہ داری پر تحریر کیا ہے کہ آپ ۲۷ ذیقعد بروز دوشنبہ وقت فجر مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے والدین نے زہیر نام رکھا۔

نام زہر اشتی عربی میں سفید رنگ کی چمکدار صاف ستھری چیزوں کو کہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اتنے حسین تھے کہ والدین نے نام زہیر تجویز کیا۔

والدین باپ کا نام قین تھا جس کے معنی لغت عربی میں آہنگر کے ہیں۔ ممکن ہے ان کے خاندان میں صنعت و حرفت کا چرچا ہو۔ یہ نہایت اچھا پیشہ ہے پیغمبروں میں حضرت داؤدؑ کی سیرت تھی اور قدرت نے ان کے ہاتھوں میں یہ قوت دی تھی کہ لوہا آسانی سے نرم ہو جاتا تھا۔ قین نے یقیناً جناب سرور کائنات صلعم کے زمانہ کا ادراک کیا مگر اصحاب رسولؐ کے حالات میں قین کا کہیں ذکر نہیں ہے۔[1] ممکن ہے روایت وارد نہ ہونے سے قین کا نام نظرانداز ہو گیا ہو شیعی نقطۂ نظر سے اتنا ثابت ہے کہ حضور اکرمؐ نے زہیرؓ کے ماں باپ کی شفاعت کا وعدہ کیا۔

---

[1] تہذیب التہذیب، اصابہ، اسد الغابہ، استیعاب، میزان الاعتدال میں قین کا ذکر نہیں ہے ۱۲۔

خاندان

دادا کا نام قیس تھا جو اشراف عرب میں تھے۔ ماں باپ کے افتخار کیلئے یہ کافی ہے کہ ان کا نونہال پیغمبر عربی ؐ کے عہد کرامت عہد میں جو "خیر القرون" کا مصداق تھا قبیلہ بجیل میں پیدا ہوا۔ بجیل عرب کے قبائل میں بہت مشہور اور بڑی عزت قبیلہ ہے۔ اس کے مورث اعلیٰ ہونے کا فخر یمن کی ایک عورت کو حاصل ہے جس کا نام بجیلہ[1] تھا۔ اس قبیلہ کا ہر شخص بجلی کہا جاتا ہے جن میں عمر بن عتبہ[2] البجلی اور عیسیٰ بن عبد الرحمٰن بجلی سربرآوردہ اور مشہور لوگ گزرے ہیں۔

نشوونما

صوفیائے کرام کی تحریر سے معلوم ہوا کہ ولادت مکہ میں ہوئی اور بجلی ہونے کی حیثیت سے واضح ہوتا ہے کہ یمن میں پیدا ہوئے۔ ممکن ہے کہ ماں باپ رہنے والے یمن کے ہوں اور سفر حج کے سلسلہ میں مکہ معظمہ میں ان کے یہاں فرزند نرینہ پیدا ہوا ہو اور پھر وطن سے ہجرت کرکے مدینۂ رسول ؐ آئے ہوں۔ زہیر طفولیت کے زمانہ میں یثرب میں تھے اور اپنے حسن سیرت اور حسن صورت سے مدینہ کے ذروں میں آفتاب بن کر چمکتے رہے۔ امام حسین ؑ سے بچپن کی محبت تھی اور نبی زادے کے سامنے کھیلتے وقت ان کے قدموں کی خاک آنکھوں سے لگاتے تھے۔ خطیب اہل بیت جناب علامہ شیخ جعفر شوشتری طاب ثراہ کی رائے ہے کہ زہیر بن قین ؓ امام حسین ؑ کے بچپن کے دوست تھے۔ جس بچہ کی فرزند رسول ؐ کے ساتھ نشوونما ہو اس کی ذہانت، عقل و شعور کا کیا کہنا۔ حسینی محبت خمیر میں تھی۔

شہادت کی پیشین گوئی

زہیر کو خود صحابی رسول ؐ کہا جا سکتا ہے۔ اور وہ صغر سنی سے اصحاب رسول ؐ کی نظروں پر چڑھے ہوئے تھے۔ زمانہ طفولیت ہی میں قیافہ شناس افراد کی زبانوں سے ان کے زریں

---

[1] مجمع البحرین طریحی [2] قاموس فیروز آبادی

مستقبل پر کئی بار پیشین گوئی کی گئی۔

(۱) جناب سرورِ کائنات صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نے زہیرؓ کو بچپن میں دیکھ کر واقعۂ کربلا میں شریک ہونے کی خبر دی چنانچہ جناب علامہ شیخ جعفر شوستری نجفی زہیر بن قینؓ کے حالات میں فرماتے ہیں!۔

"زہیرؓ تازہ ہدایت یافتہ تھے (اہلِ تحقیق) کہتے ہیں کہ یہ وہ طفل ہے کہ جب پیغمبرِ خداؐ کسی راہ سے گذر رہے تھے اور اس بچہ کو کھیلتے ہوئے دیکھا تو گود میں اٹھا کر پیار کیا۔ اصحاب نے (تعجب سے) پوچھا یہ کون ہے۔ فرمایا یہ بچہ (میرے) حسینؑ کو بہت دوست رکھتا ہے۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ حسینؑ کے روبرو کھیلتا ہے اور حسینؑ کے پیروں کے نیچے کی مٹی لے کر بوسہ دیتا ہے۔ جبرئیلؑ نے مجھے بتایا کہ یہ کربلا میں حسینؑ کی نصرت کرے گا۔"

یہ روایت عام طور پر حبیب بن مظاہرؓ کی شان میں بتائی جاتی ہے۔ مگر اصل روایت میں بچے کا نام درج نہیں ہے۔ اس لئے صحیح فیصلہ دشوار ہے۔ جناب شیخ جعفر کو شہرت سے اختلاف ہے اور ان کا رجحان زہیر بن قینؓ کی طرف ہے لہٰذا امکان ہے کہ یہ زہیرؓ ہی ہوں۔ اس روایت کو علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا ہے۔ عالم جلیل سید محمد مہدی بن سید محمد جعفر موسوی نے آخر حدیث میں اس قدر اضافہ کیا ہے کہ آں حضرت صلعم نے بچے کو پیار کرنے کے بعد فرمایا:

"میں قیامت کے دن اس کا شفاعت خواہ ہوں گا۔ اور اس کی جلالت قدر سے اس کے ماں باپ کو بھی بخشوا دوں گا۔"

---

(۱) مجالس المواعظ والبکاء ص ۱۵۹ (۲) بحار الانوار ج ۱۰ ص ۱۹۱ طبع خطی ۱۲۰۵ تہران

(۳) وفی العبادات اکون شفیعاً له ولابویه ولا کرامه (ریاض المصائب عربی ص ۱۰۱ طبع تہران)

درا سلمان فارسیؓ نے جن کو پیغمبر خداؐ کی سرکار سے علم اولین و آخرین عطا ہوا تھا،
نے بھی زہیر بن قینؓ کی شہادت کی خبر دی ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب بلنجر کی لڑائی
خلیفۂ ثالث کے زمانہ میں فتح ہوئی اور مسلمان مظفر و منصور ہوئے۔ مال غنیمت آپس
میں تقسیم ہونے لگا تو سلمانؓ نے زہیرؓ کی فاتحانہ شان دیکھ کر کہا کہ :-

”تم لوگ مال غنیمت اور اپنی کامیابی سے خوش ہوتے ہو جب جوانان آل محمدؐ
کی حمایت میں جنگ کرنا تو اس سے زیادہ مسرور ہونا۔“ بعض مورخین کی رائے ہے
کہ یہ پیشین گوئی سلمان باہلی کی تھی جو اس جنگ میں سردار لشکر کی حیثیت سے
شریک تھے مگر مورخ ابن اثیر نے تصریح کی ہے کہ یہ الفاظ جن کا ترجمہ ہم نے کیا،
سلمان فارسیؓ کی زبان معجز اثر بیان کے ہیں۔

شادی

سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد ایک شریف خاندان کی معزز عورت دلہم[1]
بنت عمر کے ساتھ عقد ہوا۔ یہ پردہ نشین خاتون دوستدار اہل بیت
اطہار تھی اور زہیرؓ کی حیثیت واقعہ کربلا میں ایک مجرد شخص کی نہ تھی جو بغیر کچھ
سوچے سمجھے فرزند فاطمہؑ پر نثار ہوئے بلکہ وہ امور خانہ داری کی پابندیوں میں جکڑے
ہوئے تھے۔ ان کی قربانی اہم اور بہت اہم تھی۔ شارع اسلام کی یہ قدر شناسی ہے
کہ وہ شادی شدہ شخص کے عمل کی جزا ان بیاہے نوجوان سے زیادہ قرار دیتا ہے۔
حدیث میں ہے کہ دو رکعت شادی شدہ مرد کی بہتر ہے ستر رکعت نماز سے اس شخص[2]
کی جس نے نکاح نہ کیا ہو۔ دوسری حدیث میں رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ مرد
کا اپنے بال بچوں میں بیٹھنا خداوند عالم کی نظر میں میری اس مسجد میں[3] ٹھہر کر ماہ رمضان
کے دس دن کی عبادت سے بہتر ہے۔

زہیرؓ نے ذوق شہادت میں اس خوشگوار زندگی کو خیر باد کہا اور ایک

۱؎ بعض نے دیلم نام لکھا ہے۔ ۲؎ عقد المتقین ۳؎ مجموعہ ورام

سے حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اس وقت میں دیلم دختر عمرو زوجہ زہیر بن القینؓ کی بی بی تھی اس نے کہا کہ واہ سبحان اللہ کہ فرزندِ رسولؐ تمہاری طلب میں پیام بر بھیجے اور تم جانے میں تامل کرتے ہو۔ اٹھو اور جلدی کرو۔ دیکھو کیا فرماتے ہیں۔ زہیرؓ اُٹھے اور گئے کچھ سنا، وہاں سے جو پلٹے تو خفیف ہوتے آئے اور چہرہ مانند خورشید تاباں تھا۔ آتے ہی حکم دیا کہ ہمارے خیموں کو اکھاڑو اور ہمارے مال و اسباب کو لشکرِ امام حسینؑ میں پہنچا دو اور اپنی زوجہ دیلم کو طلاق دے کر کہا کہ اپنے لوگوں میں اب جا کے قیام پذیر ہو۔ مجھے پسند نہیں کہ تو قیدی اور اسیر ہو میں نے تو ٹھان لی کہ اپنی جان امام حسین علیہ السلام پر فدا کروں گا۔ دیلم کھڑی ہوئی اور روئی اور شوہر کو وداع کیا اور کہا "اے زہیرؓ خدا نے تمہارے لیے خیر اختیار کیا میں تم سے سوال کرتی ہوں کہ قیامت کے دن حسینؑ کے نانا کے پاس مجھے بھی یاد کرنا" اور بروایت اعثم کوفی بی بی نے کہا کہ "تم اگر امام حسینؑ کے ساتھ جان دو تو میں خرم کا ساتھ کیوں نہ دوں"۔

زہیرؓ نے ولولۂ نصرت میں راستے ہی سے بی بی کو رخصت کیا اور وہ نیک عقیدہ خاتونؓ بھی شوہر کو خدا کے حوالہ کر کے اپنے قبیلہ میں آ گئی۔ یہ واقعہ منزل زبالہ پر پہنچنے سے پہلے کا ہے۔ امامؑ کی معیت کے برکات سے روز بروز زہیرؓ کا عزم و استقلال بڑھتا گیا۔

امامؑ کا خطبہ اور زہیرؓ کا پُرخلوص جواب

ذوحسم کے مقام پر جب حرؓ کا لشکر امام کی مزاحمت کے لیے آ چکا ہے تو امامؑ نے اپنے اصحاب کے سامنے خطبہ ارشاد کیا جس میں حمد و ثنائے باری کے بعد فرمایا:

صورت حال جو پیش آئی ہے وہ تم دیکھ رہے ہو اور یقیناً دنیا کا رنگ بدل گیا ہے اور اس کی نیکی رخصت ہو چکی ہے اور اس میں کچھ نہیں رہ گیا ہے سوائے تھوڑے

لہ خار اللہ المک ۱۲ سلہ قالت کان اللہ عوناً و معیناً لک ۱۲ لہوف

چھتے کے چپانی کے بہنے کے بعد بیتن میں بچ رہتا ہے اور ایک پست زندگی مثل زہریلی گھاس کے کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں ہوتا اور باطل سے علیحدگی نہیں اختیار کی جاتی۔ اس صورت میں مومن یقیناً خدا کی ملاقات کا آرزومند ہوتا ہے۔ میرے نزدیک تو موت کی صورت میں شہادت کی سی نعمت ہے اور زندہ رہنا ان ظالموں کے ساتھ وبال جان ہے۔

اس خطبہ کا مقصد صرف اصحاب کو انجام سے مطلع کرنا اور ان کے عزائم میں پختگی پیدا کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے ضرورت تھی کہ اس تقریر کو سن کر اصحاب کی جانب سے بھی اپنے اخلاص نیت کا اظہار ہو۔ زہیرؓ کو اس کا احساس تھا کہ میں اس جماعت میں تازہ شریک ہوا ہوں اس لیے مجھے ایسے مواقع پر سبقت کرنے کا پورا حق حاصل نہیں ہے لیکن ان کا قلبی جوش و ولولہ ان کو سکوت کی بھی اجازت نہیں دیتا تھا۔ خطبہ ختم ہوتے ہی وہ کھڑے ہو گئے اور اصحاب سے ان الفاظ میں تقریر کی اجازت مانگی کہ آپ لوگ کچھ کہنا چاہتے ہیں یا میں کہوں؟ اخلاق و مروت سے بالکل بعید تھا کہ انہیں روکا جاتا۔ سب نے کہا کہ نہیں تم تقریر کرو۔ زہیرؓ نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہا:۔

"خدا آپ کی رہنمائی کرے اے فرزند رسولؐ! ہم نے آپ کے ارشاد کو سنا بخدا اگر دنیا ہمارے لیے ہمیشہ باقی رہنے والی ہوتی مگر جدا ہونا اس سے آپ کی نصرت اور ہمدردی میں ہوتا تو ہم آپ کے ساتھ چلنے کو دنیا کے ہمیشہ قیام پر ترجیح دیتے۔"

امامؑ نے دعائے خیر کی اور ان کے خلوص کی تعریف کی۔ شہدائے کربلا

حصہ دوم۔

حرؑ کی مزاحمت پر زہیرؑ کا غصہ

اس وقت جب امامؑ جا رہے تھے اور حرؑ ساتھ تھا ابن زیاد لعین کا خط حرؑ کے پاس آیا کہ حسینؑ پر سختی کرو اور انہیں ایسے مقام پر ٹھہرنے پر مجبور کرو جہاں آب و گیاہ نہ ہو۔ حرؑ نے امامؑ کو خط کے مضمون سے آگاہ کیا۔ امامؑ نے فرمایا ہم کو اس قریہ میں جو یہاں سے نزدیک ہے قیام کرنے دو یعنی نینوا یا اس میں یعنی غاضریہ یا اس تیسرے میں یعنی شفیہ۔ لیکن حرؑ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے حکم ہے کہ ایسی جگہ قیام کراؤں جہاں آب و گیاہ نہ ہو۔ اس وقت زہیرؑ نے کہا فرزند رسولؐ ان لوگوں سے جنگ کر لینا آسان ہے بہ نسبت اس فوج سے جنگ کرنے کے جو ان کے بعد آنے والی ہے۔ یقین جانئے اس کے بعد اتنا لشکر آئے گا جس سے مقاومت کی طاقت ہم میں نہ ہو گی۔ حضرتؑ نے فرمایا میں جنگ میں ابتدا نہیں کرنا چاہتا۔ زہیرؑ نے کہا اچھا بالکل قریب کے اس قریہ کی طرف چلیے جو محفوظ ہے اور فرات کے کنارے ہے۔ اگر انہوں نے ہم کو روکا تو ہم جنگ کریں گے۔ انہوں نے اس قریہ کا نام بتایا عقر۔ حضرتؑ نے اسے بھی مناسب نہ سمجھا اور وہیں اتر پڑے جہاں حرؑ کا اصرار تھا۔

(شہدائے کربلا حصہ دوم)

ورود

٦ محرم ۶۱ھ وہ منحوس دن تھا کہ سپہ سالار لشکر تمام کربلا کی زمین پر پہنچا۔ اس بدبخت نے پہنچتے ہی عروہ بن قیس کو امامؑ کی خدمت میں بھیجا اور کہا جا کر پوچھ کہ آپ اس سمت کیوں تشریف لائے ہیں اور کیا ارادہ ہے۔ عروہ ان لوگوں میں تھا جنہوں نے خدمت گرامی میں خطوط لکھے تھے۔ کہنے لگا مجھے معاف کرو یہ خدمت کسی اور سے متعلق کرو۔ ابھی تک امامؑ کی حقیقت کا اتنا اثر باقی تھا

سلہ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۲۱ سلہ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۳۲ سلہ اور بقول ابن سعد لعین ۳ محرم کو زمین کربلا پر پہنچا۔

brary.org

کہ عمرو بن سعد اللعین بھیجنے کا ارادہ کرتا تھا وہ کوفہ سے خط بھیج کر مدعو کرنے کی ندامت میں پہلو تہی کرتا تھا حتی کہ کثیر بن عبداللہ لعین نے جو شریر ترین فرد اور خونخوار سپاہی تھا پیام پہنچانے کا وعدہ کیا اور ابو ثمامہؓ نے بیچ بچاؤ کر کے روکا۔ ایک سخت گفتگو کے بعد جب یہ شقی ناکام واپس ہوا تو اس کے بجائے قرہ بن قیس پیام لے کر چلا۔ امامؑ نے اس کو دور سے آتے دیکھ کر اصحاب سے پوچھا کہ تم میں اس کو کوئی پہچانتا ہے۔ حبیب بن مظاہرؓ نے عرض کیا کہ یہ بنی حنظلہ سے ہے اور میرا بھانجہ ہے۔ مجھ سے بہت محبت کرتا ہے۔ حبیبؓ آنے والے کا تعارف کرا رہے تھے کہ زہیر بن قینؓ نے بڑھ کر پوچھا کہ کیا حاجت ہے۔ کہا ابن سعد کا پیام حسینؑ تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ اگر اجازت دو تو آؤں۔ زہیرؓ نے کہا اپنے جسم سے آلات حرب اتار کر رکھ دے۔ قرہ نے ہتھیار کھولے اور خدمت امامؑ میں پہنچ کر سلام کیا اور قدم چومنے لگا۔ عرض کیا کہ اتنی دور دراز راہ طے کر کے آپ اس سرزمین پر کیوں تشریف لائے ہیں۔ فرمایا مجھے کوفیوں نے خطوط بھیج کر دعوت دی۔ میں نے ان کی استدعا قبول کی۔ اگر رائے تبدیل ہوگئی ہو اور وہ میرے آنے کو مکروہ سمجھتے ہوں تو میں واپس جاؤں۔ قرہ نے کہا خدا لعنت کرے ان پر جنہوں نے آپ کو خط بھیجے اور آج وہ سب ابن زیاد کے حاشیہ نشین ہیں۔

فوج مخالف سے گفتگو

نویں تاریخ کی شام کو جب اہل کوفہ نے دفعتاً امامؑ کی طرف رخ کیا۔ آپ نے جناب عباسؑ کو ان کے پاس گفتگو کے لیے بھیجا۔ جناب عباسؑ بیس سواروں کے ساتھ جن میں زہیر بن قینؓ اور حبیب بن مظاہرؓ بھی تھے ان کے سامنے گئے اور دریافت کیا کہ تمہارا کیا مطلب ہے۔ جواب ملا کہ ابن زیاد کا حکم آگیا ہے کہ یا تم سے بیعت لی جائے یا جنگ کی جائے۔ جناب عباسؑ یہ کہہ کر کہ میں امامؑ سے جاکر دریافت کر لوں تو

brary.org

آکر جواب دوں۔ واپس ہوئے۔ دوسرے اصحاب سب وہیں کھڑے رہے۔ حبیبؓ
نے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ زہیر بن قینؓ سے کہا کہ ان لوگوں سے کچھ گفتگو کرو
کہو تو میں بات چیت کروں۔ زہیرؓ نے کہا کہ تحریک اس کی آپ نے کی ہے آپ
ہی گفتگو بھی کیجیے۔ حبیبؓ نے تقریر شروع کی اور آخر میں کہا تم ایسے لوگوں کو
قتل کرتے ہو جو عبادت گزار ہیں اور پچھلے پہر سے اٹھ کر خدا کا ذکر کرتے ہیں۔
اس موقع پر عزرہ بن قیس نے فوج دشمن سے یہ فقرہ کہا کہ حبیب تم اپنی تعریف
بر موقع پر کرتے ہو کہ میں بڑا عبادت گذار ہوں۔ زہیرؓ کو اس گستاخی پر غصہ آگیا۔ کہنے
لگے پھر اس میں شک کیا۔ بیشک حبیبؓ کے نفس کو خدا ہی نے قابلِ تعریف بنایا ہے
اور الٰہی کی راہ نمائی کی ہے۔ اے عزرہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اس جماعت
کے ساتھ شریک نہ ہو جو گمراہی کی حمایت کر رہی ہے اور پاک نفوس کو قتل کرتی ہے
زہیرؓ کی آواز تعجب کے ساتھ سنی گئی۔ عزرہ نے انھیں پہچان کر کہا زہیر تم تو اس
گھرانے کے شیعہ نہ تھے تم عثمانی گروہ میں سے تھے۔ زہیرؓ نے کہا اب اس وقت
میرے یہاں کھڑے ہونے سے تم سمجھو کہ میں شیعہ ہوں۔ خدا کی قسم میں نے حسینؑ
کو خط لکھا تھا نہ کوئی قاصد بھیجا تھا اور نہ نصرت کا وعدہ کیا تھا۔ راستے میں اتفاق
سے ان کا میرا ساتھ ہو گیا۔ جب میں نے انہیں دیکھا تو رسول اللہؐ یاد آئے اور ان
کی قرابت کا ان سے خیال آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ مصیبت میں مبتلا ہیں۔ پس
میں نے طے کر لیا کہ مجھے ان کی مدد کرنا چاہیے اور میں ان کی جماعت میں داخل ہو
جاؤں اور اپنی جان ان پر فدا کر دوں۔ تمہارے رسولؐ کے اس حق کو ادا کرنے کے لئے
جسے تم لوگوں نے ضائع اور برباد کر رکھا ہے۔[۱] (شہدائے کربلا)

---

[۱] طبری جلد ٦ صـ ۲۴۳

شبِ عاشورا دسویں شب کو جب امامؑ نے وفا شعار اصحاب کو جمع کر کے انہیں اپنی بیعت کی اہم ذمہ داریوں سے سبکدوش کیا تو جواب میں عزیزوں کے بعد اصحاب نے باری باری تقریریں کیں۔ اس وقت زہیر بن قینؓ کے پُرجوش الفاظ یہ تھے۔ "قسم خدا کی میں دوست رکھتا ہوں[1] کہ آپ کی نصرت میں قتل ہوں۔ اور پھر زندہ ہوں اور دشمن میری جان لیں۔ اسی طرح ہزار دفعہ ہو تاکہ اس قربانی سے خدا آپ کی اور آپ کے اہل بیت کی جانیں بچا لے۔"

اس محل پر تاریخ طبری اور شیعی مقاتل میں جا بجا تقریباً یہی الفاظ ملتے ہیں مگر زیارت میں امام زمانؑ روحی فداہ نے اس مجاہدِ اعظم کے اظہارِ عقیدت کی ترجمانی حسب ذیل الفاظ میں فرمائی ہے۔

"میرا اسلام ہو زہیر بن قین بجلی پر جنہوں نے حسینؑ (مظلومؑ) سے ساتھ چھوڑ کر چلے جانے کی اجازت پانے کی حالت میں عرض کیا خدا کی قسم یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا کہ فرزندِ رسولؐ خدا کو دشمنوں کے ہاتھ میں قید چھوڑ دوں اور خود بچ جاؤں۔ خدا مجھے یہ دن نہ دکھائے۔"

اس اختلافِ بیان کی یہ وجہ نہیں ہے کہ ہر دو جوابات میں ایک صحیح ہے۔ ہو سکتا ہے کہ زہیرؓ نے پہلا جواب شبِ عاشور کا خطبہ پیش کر دیا ہوا اور دوسرا جواب کسی اور موقع پر ہو۔

مسئلہ امامت سے دلچسپی واقعاتِ کربلا میں بہت تھوڑا حصہ بھی ایسا نہیں جسے کسی امام نے بیان کیا ہو کہیں کہیں قولِ معصوم ملتا ہے

[1] واللّٰہ لوددت انی قتلت ثم نشرت ثم قتلت حتی اقتل ہکذا الف مرۃ وان اللّٰہ یدفع بذالک القتل عن نفسک وعن انفس ہولاء الفتیان من اہل بیتک۔ صـ ۲۳۹ طبری جلد ۶۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے شبِ عاشور زہیر بن قینؓ کی ایک گفتگو سے مسئلہ امامت میں ان کی دلچسپی کا ذکر فرمایا ہے۔ ابتدائے کلام میں مظلوم کربلا کا خطبہ پڑھنا اصحاب کو بیعت سے آزاد کرنا۔ قاسم بن حسنؑ کی اپنی موت سے باخبر ہونے کے بعد شیرانہ گفتگو، امامؑ کا اپنے اور طفل شیر خوار تک کی شہادت سے خبر دینا وہ جگر پاش کلمات تھے کہ حاضرین میں کہرام مچ گیا خیموں میں سر اپنے رونے کی صدائیں بلند ہوئیں۔

زہیر بن قینؓ اور حبیب بن مظاہرؓ کو یہ اندیشہ ہوا کہ جب گود کا بچہ بھی ذبح ہو جائے گا تو نسلِ رسولؐ کیونکر باقی رہے گی۔ امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ (اس خیال میں) زہیرؓ اور حبیبؓ نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا اے سید (و آقا) ہمارے سردار علی (بن الحسین) کا کیا حال ہوگا۔؟" امام حسینؑ نے آب دیدہ ہو کر جواب دیا۔ کہ خدا دنیا میں میری نسل قطع نہیں کرے گا۔ سید سجاد تک دشمن کیونکر پہنچ سکتے تھے وہ تو آٹھ اماموں کے باپ ہیں۔" اس جواب سے زہیرؓ مطمئن ہوئے۔

فوجِ خدا میں زہیرؓ کا عہدہ

میمنہ اور میسرہ فوج کی اہم ذمہ داریاں ہیں جن بہادروں کو یہ خدمت تفویض ہو وہ لشکر میں امتیازی حیثیت کے جوان سمجھے جاتے ہیں۔ تاریخ میں ہے کہ امام نے بروز عاشور زہیر بن قینؓ کو اپنے اصحاب کے میمنہ (داہنی جانب) پر افسر اور حبیب بن مظاہرؓ کو میسرہ (بائیں طرف) کا سردار قرار دیا اور علم لشکر اپنے بھائی عباسؑ کو عطا فرمایا۔[1]

یہ انتخاب زہیر بن قینؓ کی شجاعت اور مردانگی اور ان کے فنونِ جنگ سے ماہر ہونے کی ایک مستقل دلیل ہے اور امامؑ کے اس طرزِ عمل سے واضح ہوتا ہے زہیر بن قین کی جنگی خدمات حبیب ابن مظاہرؓ ایسے تجربہ کار اور سن رسیدہ مجاہد سے کم نہ تھیں۔ منشی امیر مرحوم نے اس مقام کو کس لطف سے نظم کیا ہے۔

۱؎ مدینۃ المعاجز ص ۲۳۱ تاریخ کامل ج ۴ ص ۲۳ کربلا نامہ ص ۱۴۳ مطبوعہ نولکشور ۱۲۹۶ھ

brary.org

بترتیب سپاہ آں شاہ پرداخت — بہ تزئین کواکب ماہ پرداخت

مہ روئے زہیر از میمنہ تافت! — حبیب ابن مظاہر بر میسرہ یافت

علم در دست عباس دلاور

نشان حمزہ در فوج پیمبر

علمدار لشکر کو آمادہ کرنا

زہیر فوج کا علم لیکر (حضرت) عباسؑ فرزند (حضرت) علی (مرتضیٰؑ) کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اے علیؑ کے لال میں چاہتا ہوں کہ (اس وقت) آپ سے وہ گفتگو کروں جس کو عرصے سے محفوظ کیئے ہوئے ہوں۔ فرمایا ہاں کہو تم پر کوئی بار نہیں ہے تم اس وقت راوی کی حیثیت رکھتے ہو۔ زہیرؓ نے عرض کیا اے ابوالفضلؑ جان جائیے آپ کے والد (حضرت) امیر المومنین علیہ السلام نے آپ کی والدہ ام البنینؑ کے ساتھ جب عقد کرنا چاہا تھا تو اپنے بھائی عقیلؓ سے جو انساب عرب سے باخبر تھے فرمایا تھا کہ بھائی میں چاہتا ہوں کہ تم میرے لیئے ایک ایسی خاتون سے پیام عقد دو جو حسب و نسب اور شجاعت میں ممتاز ہو تاکہ اس سے ایک بہادر اور توانا بچہ پیدا ہو اور میرے اس فرزند کی کربلا میں نصرت کرے اور اشارہ فرمایا (امام) حسین علیہ السلام کی طرف۔ آپ کو آج ہی کے دن کے لیئے ذخیرہ کیا ہے۔ بھائی کی مدد میں کمی نہ کیجئے گا۔ عباسؑ یہ سن کر کانپنے لگے اور اس زور سے انگڑائی لی کہ رکاب ٹوٹ گئے (اور جوش شجاعت میں فرمایا اے زہیر آج تم مجھے شجاعت دلاتے ہو۔ خدا کی قسم میں تم کو وہ بہادری دکھاؤں گا کہ تم نے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔

زہیر بن قین کا یہ جذبہ دیکھنے کے لائق ہے کہ ان کے دل میں امامؑ کی محبت اس پیمانہ پر تھی کہ حضرت عباسؑ ایسے پیکر وفا کا جوش شجاعت بڑھا دیا۔

brary.org

شبیر نے انگڑائیاں دریا پہ لی ہیں بار بار
کھینچے ہیں عباسؑ کے بند قبا لوٹے ہوئے (جاوید)

جنگ کے میدان میں موعظہ

ترتیب لشکر اور صف بندی کے بعد جب امامؑ اپنا وہ تاریخی خطبہ فرما چکے جس میں آپ نے اپنے خاندانی خصوصیات اور یگانگی اور اس کے ساتھ فوج دشمن کے ظالمانہ رویہ پر دلائل قائم کیے تھے تو زہیر بن قین میدان میں نکلے۔ گھوڑے پر سوار سر سے پاؤں تک اسلحہ جنگ سے آراستہ تھے۔ انہوں نے کہا: "کوفے والو ڈرو خدا کے عذاب سے۔ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو نصیحت کرے اور ہم ابھی تک بھائی بھائی ہیں، ایک دین کے پیرو ہیں، ایک ملت پر ہیں جب تک کہ ہمارے تمہارے درمیان تلوار سے مقابلہ نہ ہو جائے اس وقت تک ہماری جانب سے نصیحت کے مستحق ہو۔ ہاں جب تلوار کی نوبت آ جائے تو پھر ذمہ داری ختم۔ پھر ہم ایک امت اور تم دوسری امت۔ یقیناً خدا نے ہمارا اور تمہارا امتحان لیا ہے اپنے نبی محمد مصطفیٰ صلعم کے بارے میں تاکہ وہ دیکھے کہ ہم اور تم کیا کرتے ہیں۔ ہم تم کو دعوت دیتے ہیں کہ ان کی مدد کرو اور سرکش عبیداللہ بن زیاد کا ساتھ چھوڑ دو کیونکہ تم ابن زیاد اور اس کے باپ سے ان کی تمام مدت سلطنت میں نہیں پاؤ گے سوائے برائی کے۔ وہ تمہاری آنکھوں میں سلائیاں پھرواتے رہتے ہیں، تمہارے ہاتھوں پیروں کو قطع کراتے اور تمہارے اعضائے جسم کو جدا کراتے اور تم کو سولیوں پر چڑھاتے رہتے ہیں اور تمہارے منتخب لوگوں کو اور حفاظ قرآن جیسے حجر بن عدیؓ اور ان کے ساتھی اور ہانی بن عروہؓ اور ان کے ایسے لوگوں کو قتل کراتے رہے ہیں۔"

کوفے والے حق کے طالب ہوتے تو اس نصیحت سے اثر بھی لیتے وہ سب

سمجھتے تھے مگر وقتی طمع اور دنیا کی ہوس ان کی آنکھوں پر پردہ ڈالے ہوئے تھی انہوں نے زہیرؓ کو گالیاں دینا شروع کر دیں اور ابن زیاد لعنہ کی تعریف کرنے لگے اور کہا کہ ہم اس وقت تک دم نہ لیں گے جب تک تمہارے سردار اور ان کے تمام ساتھیوں کو قتل نہ کر دیں یا گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لے جائیں۔"

زہیرؓ اب بھی خاموش نہ ہوئے اور ہدایت کرتے رہے سردارانِ فوج کو ہر اس طرح کی تقریر سے یہ خطرہ محسوس ہوتا تھا کہ کہیں کسی کے دل پر اثر نہ ہو جائے۔ شمر لعین نے جب دیکھا کہ زہیرؓ کسی طرح خاموش نہیں ہوتے زہیرؓ کو تیر مارا اور کہا بس خاموش۔ خدا تیری زبان کو خاموش کرے۔ زہیرؓ کو شمر لعین کی اس بیجا مداخلت سے غصہ آ گیا۔ انہوں نے سخت لہجے میں شمر لعین کو مخاطب کیا اور کہا "میں تجھ سے کچھ نہیں کہہ رہا ہوں تو تو جاہل ہے تیرے لیے عذاب کی خوشخبری ہی کافی ہے"۔

شمر لعین نے کہا دیکھو تھوڑی دیر میں تم اور تمہارے ساتھی اور سردار سب قتل ہوا چاہتے ہیں۔ زہیرؓ نے کہا "تو مجھے موت سے ڈراتا ہے خدا کی قسم حسینؑ کے ساتھ مرنا مجھے تیرے ساتھ دائمی زندگی حاصل کرنے سے زیادہ محبوب ہے"۔

اس کے بعد پھر وہ لشکر کی طرف مخاطب ہوئے اور بلند آواز سے کہنے لگے

"اے اللہ کے بندو اس بدمعاش ظالم اور اس جیسے لوگوں کے فریب میں نہ آؤ۔ خدا کی قسم پیغمبر خداؐ کی شفاعت ان لوگوں کو نصیب نہیں ہو سکتی جو ان کی اولاد اور اہل بیت کا خون بہائیں اور ان کے اعوان و انصار کو قتل کریں"۔

امامؑ زہیرؓ کے مقابل میں فوج دشمن کا رویہ دیکھ چکے تھے انہوں نے شمر لعین کا تیر لگانا اور سخت کلامی کرنا بھی دیکھا اس کے بعد انہیں زہیرؓ کا میدان میں رہنا مناسب نہیں معلوم ہوا آپ نے کسی سے پکار کر کہلوا دیا۔

اگر مومنِ آلِ فرعون نے اپنی قوم کو نصیحت کی تھی اور دعوتِ حق کے فرض کو انجام دیا تھا تو بخدا تم نے اس جماعت کی نصیحت کر دی اور تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ مگر نصیحت اور تبلیغ کا کوئی اثر بھی تو ہوتا۔ (شہدائے کربلا حصہ دوم)

نمودداری اور شہرت

زہیر بن قینؒ حسینی فوج کے ان نمود دار اشخاص میں سے تھے جن کا نام فوجِ دشمن کے لوگوں میں بھی پوری طرح مشہور تھا اور اسے امتیاز حاصل تھا چنانچہ لڑائی شروع ہو گئی اور فوجِ مخالف سے یسار[1] اور سالم[1] میدانِ جنگ میں آئے اور مبارز طلب کیا۔ انصارِ امام سے عبداللہ بن عمیر کلبیؒ مقابلہ کے لیے باہر نکلے۔ ان دونوں نے نام و نسب پوچھا کہا ہم تم کو نہیں پہچانتے ہمارے مقابلے کے لیے زہیر بن قین یا حبیب بن مظاہر یا بریر بن خضیر کو آنا چاہیے۔ (شہدائے کربلا حصہ ۲)

حُرؒ کی امداد

جب حُرؒ میدانِ جنگ میں آ گئے اور رجز پڑھا۔ زہیر بن قینؒ حُرؒ کے پاس میدانِ جنگ میں آ گئے اور حُرؒ کے ساتھ مل کر جنگ کرنا شروع کی اور سخت جنگ کی حالت یہ تھی کہ جب ایک نے حملہ کیا اور وہ دشمنوں میں گھر گیا تو دوسرا حملہ کر کے اسے فوجِ مخالف کے حلقے سے نجات دیتا تھا یہی صورت کچھ دیر تک قائم رہی اور آخر میں پیادوں کی فوج نے حُرؒ کو گھیر کر قتل[2] کر دیا۔

میمنہ لشکر پر دشمن کا تباہ کن حملہ زہیرؒ کی زلزلہ افگن فاتحانہ جنگ

عبداللہ بن عمیرؒ کے شہید ہو جانے کے بعد عمرو بن حجاج[3] ملعون نے فوجِ خدا کے

[1] طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۴ [2] طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۵

[3] طبری جلد ۶ صفحہ ۲۵۲

میمنہ پر حملہ کر دیا۔ کہاں وہ ٹڈی دل فوج جو سیر و سیراب آلاتِ حرب میں غرق اور کہاں یہ تشنہ و گرسنہ مجاہدین جن میں کہ بعض زرہ پوش بھی نہ تھے پیراہن زیب جسم کیے ہوئے جہاد کر رہے تھے مگر دلوں میں ایمانی طاقت تھی اور ارادوں میں وہ پختگی تھی جس کی دنیا میں مثال نہ تھی۔ دشمن کو تیزی سے بڑھتے ہوئے دیکھا گھٹنے ٹیک کر نیزوں کو علم کر دیا اور پوری طاقت سے بےشمار سواروں کو روک لیا۔ اگر ایک قطرہ کا پورے سمندر سے مقابلہ صحیح ہے اور مور ناتواں کوہ پیکر فیل سے تصادم کر سکتی ہے تو حسینی میمنہ اور عمرو بن حجاج لعین کی جنگ صحیح تھی مگر کوہ کا کاہ سے ٹکرانا سراسر ظلم ہے۔ اصحاب حسینؑ اصولِ حرب کے انتہائی ماہر تھے ان کو اس خطرناک محل پر بجز اس کے کوئی صورت نظر نہ آئی کہ اپنے نیزوں سے گھوڑوں کی سد کو روکیں۔ تعریف اس امر کی ہے کہ اس خونریز جنگ کے وقت کسی مجاہد کے پائے ثبات میں لغزش نہیں پیدا ہوئی اور نیزوں کی اذیت سے لشکر مخالف کے گھوڑے منہ موڑ کے پیچھے ہٹے اور امامؑ کا میمنہ دشمن کی زد سے بچ گیا اور اصحاب حسینؑ نے مدافعانہ حیثیت سے نیزوں کا مینہ برسا کے مخالف طاقت کو شکست دی۔ میمنہ زہیرؑ کے زیر نگین تھا۔ اس لیے اس کامیابی کا سہرا بھی زہیرؑ کے سر ہے۔

زہیر بن قین کا دوسرا دفاعی جہاد اور کارنامہ شجاعت

حملہ اولیٰ کے بعد جس میں پچاس آدمی فوج حسینی کے ایک ہی مرتبہ شہید ہو گئے تھے لشکر مخالف کی ہمتیں بہت بڑھ گئی تھیں اور کوشش تھی کہ اب دم کے دم میں اس مہم کو ختم کر دیا جائے۔ اس لیے مختلف صورتوں سے حملے کیے جا رہے تھے مگر امام حسینؑ کی بے نظیر سیاست حرب اور ان کے اصحاب کی بے مثال شجاعت نے حملہ کو ناکام بنا دیا تھا آخر میں شمر لعین نے مخصوص امام حسینؑ کے خیمے پر حملہ کیا اور اپنا نیزہ خیمے پر مار کر کہا کہ لاؤ آگ لاؤ میں اس

خیمے کو اس کے رہنے والوں سمیت جلادو۔ خیمے میں ایک شور گریہ و فریاد کا بلند ہوگیا۔
اس وقت زہیر بن قین رح بھی تھے جنہوں نے اپنے دس بہادر سپاہیوں کے ساتھ حملہ کیا اور شمر لعین اور اس کے ساتھ کی فوج کو خیموں کے پاس سے دور ہٹا دیا اور ابو عزہ ضبابی کو جو شمر لعین کا خاص آدمی اور اس کے قبیلے سے تھا، قتل کردیا۔

دشمن کی فوج نے جب اپنے ایک ممتاز سپاہی کو قتل ہوتے دیکھا تو پورے جوش و خروش سے ان دس آدمیوں پر ٹوٹ پڑے اور سخت خونریز لڑائی ہوئی مگر ان بہادروں نے بڑی پامردی سے مقابلہ کیا جس کے نتیجہ میں دشمن کو شکست ہوئی اور زہیر رح واپس ہوئے۔ (شہدائے کربلا حصہ دوم)

امام کے سامنے زہیر رح کے تشفی آمیز کلمات

جب حبیب بن مظاہر رح شہید ہوچکے تو فرزند رسول ع کے چہرے سے آثار شکستگی نمایاں ہوئے اور حبیب رح کی مدح کرتے ہوئے فرمایا اے حبیب تم مرد فاضل[1] ہو اور ایک رات میں ختم قرآن کرتے ہو۔ زہیر بن قین رح اٹھے اور کہا اے فرزند رسول میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیسی شکستگی میں آپ کے چہرے پر دیکھ رہا ہوں۔ کیا آپ تصور نہیں فرماتے کہ ہم حق پر ہیں۔ فرمایا ہاں خلاق عالم کی قسم میں جانتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ میں اور تم لوگ حق اور راہ ہدایت پر ہیں۔ زہیر رح نے کہا پھر ہم کو کیا پرواہ بہشت اور اس کی دائمی نعمتوں کی طرف جاتے ہیں۔

---

[1] لو رحمک اللہ یا حبیب لقد کنت فاضلاً تختم القرآن فی لیلۃ واحدۃ (مقتل ابی مخنف ص ۱۲ طبع تہران)

نمازِ ظہر

نماز کا وقت آ چکا تھا اسی کی مہلت مانگنے کے سلسلے میں حبیب ابن مظاہرؓ درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور اس کے بعد بھی جنگ ملتوی نہیں ہوئی اور مہلت نہیں دی گئی۔ ایسے موقع کے لیے شرع نے نماز خوف کا حکم دیا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ فوج کے دو حصے ہو جائیں۔ ایک دشمن کے ساتھ مقابلہ کرے اور دوسرا نماز میں شرکت کرے۔ امام نماز کو طول دے یہاں تک کہ پہلا حصہ اپنی نماز کو تخفیف کے ساتھ تمام کر کے جائے اور دشمن کے سامنے کھڑا ہو تو پہلا حصہ فوج کا آ کر نماز میں شریک ہو۔ امامؑ نے اپنی مختصر فوج کی تقسیم اسی طرح کی علامہ مجلسی نے بحار میں لکھا ہے:۔

امامؑ نے زہیر بن قینؓ اور سعید بن عبد اللہ حنفیؓ سے فرمایا کہ تم دونوں آگے بڑھو یہاں تک کہ نماز پڑھوں۔ یہ دونوں اصحاب کی تقریباً نصف جماعت کے آگے بڑھے اور حضرتؑ نے نماز خوف ادا کی (شہدائے کربلا حصہ ۲)

سعید بن عبد اللہؓ جو امامؑ کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑے تھے اور تیر جسم میں گھر کر رہے تھے۔ زخمی ہو کر گرے اور جان بحق تسلیم ہو گئے مگر زہیرؓ اس منزل سے گزر گئے۔

زہیر بن قینؓ کا میدانِ جنگ میں لڑنا

زہیرؓ کو بارگاہ حسینی سے کب اذن جہاد ملا اور انہوں نے کب آخری جنگ کی گذشتہ صفحات کے مطالعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ میدان نبرد میں زہیر بن قینؓ کی جد و جہد کتنی وسیع تھی۔ زہیرؓ جوان نہ تھے ادھیڑ عمر کے سپاہی تھے اور جوان بھی ہوتے تو آخر ایک انسان تھے کہاں تک قوت وفا کرتی۔ سب سے پہلے جب میمنہ لشکر پر حملہ ہوا تو تین دن کی بھوک اور

پیاس میں اپنے مختصر ساتھیوں کو لے کر جنگ کی۔ حُر بن یزید ریاحیؒ کے ساتھ لڑتے ظہر سے قبل شمر لعین کے مقابل میں جہاد کیا۔ ابو مخنف کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اس وقت کی شمشیر زنی میں زہیرؒ نماز کا وقت آ جانے کی وجہ سے لڑائی روک کر واپس ہوئے اور نماز پڑھی۔ اور دوبارہ میدانِ جنگ میں جا کر ایک عظیم جنگ کے بعد شہید ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ نماز کے وقت بھی جہاد کیا اور جو تیر امام کی طرف آ رہے تھے ان کو روکا۔ اس محیر العقول کارگزاری کے بعد یقیناً ان کی قوت کو جواب دے دینا چاہیے تھا اور قدرتِ خدا تھی جو زہیرؒ ظہر کے بعد تک زندہ رہ سکے۔

اس پر تقریباً اربابِ مقاتل کا اتفاق ہے کہ وہ حبیب ابن مظاہرؒ کے بعد شہید ہوئے اور ہونا بھی چاہیے تھا۔ حبیبؒ کے سپرد بائیں طرف کی فوج تھی جب میسرہ فوج کا افسر نہ رہا تو میمنہ فوج کا عہدہ دار کیا کر سکتا تھا۔ زہیرؒ کے گراں قدر خدمات سے خدا نے مرسخت میں ان کو بچایا حتی کہ پردگیان عصمت سے حاموا عن دین اللہ کی صدا بلند ہوئی اور بقیہ اصحابؓ بے چینی اور اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ یہ وہ تلخ وقت تھا جس کے بعد زہیرؒ زندہ رہنا چاہتے ہی نہ تھے مورخ سپہر کاشانی نے لکھا ہے کہ بیبیوںؑ کی صدائے شیون کے بعد سب سے پہلے زہیر بن قینؒ[1] اجازتِ جنگ لے کر میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھا۔

انا زهیر و انا ابن القین — و فی یمینی مرهف الحدین
اذودکم بالسیف عن حسین — ان حسینا احد السبطین
ابن علی طاهر الجدین — من عترت البر التقی الزین
ذاک رسول اللہ غیر المین — یا لیت نفسی قسمت قسمین
وعن امام صادق الیقین — اضربکم حامیا عن دین

---

[1] پس ایں کلمات اول کسی زهیر بن القین بود کہ حضور مبارک بخواست و بمیدان آمد۔
ناسخ التواریخ صـ۲۴۲

اضربکم ولا اری من شین   اضربکم ضرب غلام زین [1]

بالسیف والسمہری وبین   یارب فانصرنی علی اللعین [2]

الیوم یقضی الدین اھل الدین

اشعار کا ترجمہ رجز ہو یا توجیہ سید پروکاشانی نے کیا ہے شہید انسانیت میں
اردو میں نیز پاکستان کے سب سے بڑے واعظ اور اصلاح سعادت الذاکرین کے
شیخ محمد حسین صاحب نے۔ وجہ یہ ہے کہ محاورات عرب اور لغات کو سامنے رکھ
کر مجاہد کا مفہوم اور اس کے جذبات ہم اپنے الفاظ میں دہرا نہیں سکتے۔ ممکن ہے
کہ رجز کا مفہوم اس طرح ادا ہو جائے۔

"میں ہوں زہیرؓ اور قین کا بیٹا (فرد) میں تم سے با تیغ ہیں دو دو جاری
تلوار ہے میں حسینؑ کی طرف سے لڑ رہا ہوں۔ وہ حسینؑ جو پیغمبرؐ کے نواسوں میں
اب صرف ایک رہ گئے ہیں ان کے بابا علیؑ تھے جو ماں باپ دونوں طرف سے
پاک و پاکیزہ ہیں پیکر تقویٰ اور خوش کردار رسولؐ کا ہی گھرانہ ہے جو انسانیت
کی سچا وارث ہے وہی بے شک وشبہ اللہ کے پیغمبرؐ تھے۔ کاش میری جان ان پر
فدا ہو میں نے تو دو ٹوک قسم کھائی ہے کہ امام برحق اور سچے پیشوا کی طرف سے
دین کی مدد کرتے ہوئے جنگ کروں گا اپنی تلوار اور مضبوط نیزے سے بار الٰہا
مجھے لعینوں پر فتح عطا کر میں اپنے فرائض کو آج ادا کر رہا ہوں۔

یہ رجز پڑھ کر بجلی کی طرح قلب لشکر پر حملہ کیا۔ ابومخنف کا بیان ہے کہ
رجز زہیرؓ نے قبل زوال جو جنگ کی تھی اس موقع پر پڑھا تھا اور دوبارہ جب
آخری جہاد کے لیے میدان میں آئے تو یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

---

[1] ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۷

[2] ریاض المصائب عربی ص ۳۱۲

اقدم حسیناً هادیاً مہدیاً — الیوم تلقی جدک النبیا
محمداً والمرتضی علیاً — وذا الجناحین الفتی الکمیا
وفاطم الطاہر الزکیا — ومن مضی من قبلنا تقیا
تاللہ قد صیرنی ولیا — فی حبکم اقاتل الدعیا
واشہد اللہ الشہید العلیا — لتشروا یا عترۃ النبیا
جنۃ شرابہا مریا — والحوض حوض المرتضی علیا

حسینیت کی طرف بڑھے چلو (اس دار الحاد میں) وہی ہادی اور مہدی ہیں آج ان کے نانا سے ہم ملاقات کرنا ہے وہ محمدؐ (ہمارے) نبی ہیں اور مرتضیٰ علیؑ اور ان کے جوان بھائی جن کو بہشت میں بازو کٹنے کے صلے میں دو بازو عطا ہوئے ہیں اور فاطمہ زہراؑ جن کی طہارت اور پاکیزگی پر آیۂ تطہیر گواہ ہے۔ ہم سے پہلے جتنے پرہیزگار گزر چکے ان سب کی زیارت ہوگی۔ خدا نے ہم کو ان حضرات کی محبت کے صلے میں ولایت کا درجہ دیا ہے اور ہم اولاد زنا کے قاتل ہیں۔ شہزادے علی اکبرؑ نے بھی اپنے رجز میں اظہار کیا ہے۔ زہیرؒ کہتے ہیں اقاتل الدعیا اور امام زادہ کا قول ہے لا یحکم فینا ابن الدعی ہم پر بدکار حکومت نہیں کر سکے گا۔ آخر رجز میں زہیرؒ کہتے ہیں کہ حی لا یموت گواہ اور بہترین شاہد ہے کہ عترت رسولؐ وہ ہے جو بہشت کی بشارت دے چکی ہے وہاں کے مشروبات خوشگوار ہیں اور حوض کوثر پر علیؑ کا پہرا ہے۔

اسی رجز کے بعض شعر حجاج بن مسروقؒ کی زبان سے نقل کیے گئے ہیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ یہ رجز زہیرؒ کا ہے۔ مجلسی علیہ الرحمہ نے بھی مطلع کو بحار میں نقل کیا ہے۔ فاضل سماوی کی تحریر سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ اوپر کے چار مصرعے زہیرؒ نے امامؑ کے روبرو پہنچ کر پڑھے ہیں۔

زہیرؒ کے حملے سے صفیں پسپا ہونا شروع ہوئیں اور فوج شام کو

زیر و زبر کر دیا۔ اس ہلچل کو مورخین نے مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے کوئی کہتا
ہے سخت ترین جنگ کی اور کسی کی رائے ہے کہ ایسا جہاد کیا جو نہ دیکھا نہ سُنا۔

فوجِ شام کو نقصانِ عظیم

زہیرؓ نے اپنی حربی جدوجہد میں کتنے دشمن قتل کیے۔ صحیح یہ[۲] ہے کہ ان کے ہاتھ سے پہلے
جہاد میں پچاس سوار اور دوسرے میں ستر[۳] پیادے اور سوار قتل ہوئے۔
ابن میزان کو عمومی حیثیت سے معتبر مقاتل[۴] میں ایک سو بیس ۱۲۰ نفوس کی تعداد
میں ظاہر کیا ہے مگر ایک قول یہ[۵] ہے کہ زہیرؓ نے سپاہ یزید پہ حملہ کیا اور لڑتے
رہے یہاں تک کہ سات سو سپاہی قتل کیے۔

شہادت

آخر کثیر بن عبداللہ شعبی[۶] اور مہاجر بن اوس تمیمی[۷] دو شخصوں نے
حملہ کیا اور زخم سیف و سنان سے زہیرؓ گھوڑے سے گر پڑے اور
بعض کہتے ہیں کہ فوجِ مخالف[۸] سے ایک تباہ کن تیر آیا جس نے زہیرؓ کو زمین پر
گرا دیا اور روح گلشنِ جنت کو پرواز کر گئی۔ ممکن ہے کہ قریبی دو حملوں کے
ساتھ دور سے تیر بھی پھینکا گیا ہو۔ امامؑ بالین پر تشریف لائے اور اپنے خاص ناصر
کو خاک و خون میں آغشتہ دیکھ کر دعائے مغفرت کی اور قاتل پر لعنت کرتے
ہوئے فرمایا اے زہیرؓ خدا[۹] تم کو اپنی بارگاہ سے دور نہ کرے اور تمہارے

---

۱ قاتل زہیر بن القین قتالا شدیدا۔ تاریخ کامل صفحہ ۲۹ ۲ فجعل یقاتل
قتالا لم یر مثلہ ولم یسمع بشبیہ (صفحہ ۹۹ ابصار العین) ۳ مقتل ابو مخنف
۴ بحار الانوار ۵ فحمل علی القوم ولم یزل یقاتل حتی قتل ستمائۃ رجل ۶ شعب
یمن کے ایک قبیلے کا نام ہے ۷ ناسخ التواریخ صفحہ ۲۲۷ ۸ فجاءہ سھم غائر
فجدلہ صریعا وعجل اللہ بروحہ الجنۃ ریاض صفحہ ۲۳۱ ۹ لا یبعدک اللہ یا زہیر
ولعن قاتلک لعن الذین مسخوا قردۃ و خنازیر

brary.org

قتل کرنے والے پر اس طرح کی لعنت کرے جیسا کہ بندر اور سُؤر کی صورت میں مسخ ہونے والوں پر لعنت کی۔

زہیرؓ کا مرثیہ

قبل ازیں سید الشہداءؑ کے حقیقت آموز کلام میں زہیر بن قینؓ کو مومن آلِ فرعون سے تشبیہ دی گئی تھی اور اس محل پر ان کے قاتل کی عقوبت کو بنی اسرائیل کے معذب فرقوں کے ہم وزن قرار دیا ہے

موسیٰؑ و فرعون و شبیرؑ و یزیدؔ ❊ این دو قوت از حیات آمد پدید (اقبالؔ)

زہیرؓ کی یاد

ایسے پیکرِ وفا اور مجسمۂ شجاعت سپاہی کا ساتھ چھوٹنا ایسا نہ تھا جو قدر شناس امام فراموش کر دیتے اپنے دوست صادق کو آخر تک یاد رکھا۔ ابو مخنف کا بیان ہے کہ "امامؑ جب میدان میں تشریف لائے تو دائیں بائیں دیکھتے تھے اور ناصروں میں سے بجز ان لوگوں کے کوئی نظر نہ آتا تھا جن کی پیشانیاں گرد آلود تھیں اور جن کی فریاد کی صدا موت نے قطع کر دی تھی (اس وقت) پکار کر کہا اے مسلم بن عقیلؑ! اے ہانی بن عروہؓ! اے حبیب بن مظاہرؓ! اے زہیر بن قینؓ ۔۔۔ مجھے کیا ہو گیا ہے تم کو پکارتا ہوں اور تم جواب نہیں دیتے"۔

قدر دانی کی حد ہو گئی جو انصار ساتھ قتل ہوئے تھے ان کو بھی یاد کیا اور جو پہلے جان دے چکے تھے ان کو بھی فراموش نہ کیا۔ حضرت مسلمؑ و ہانیؓ کی یاد سے استغاثہ کی ابتدا مظلوم کربلا علیہ التحیۃ والثناء کی نظر میں انصار و اصحاب کی خاص وقعت کا ثبوت ہے۔

السلام علیٰ من تولیٰ دفنہ اہل القریٰ

۱؎ مقتل ابو مخنف ص ۱۰ تقطیع کلاں

تجہیز و تکفین

پس ماندگان میں وفا شعار بی بی کے سوا کوئی نہ تھا جو زہیرؓ کے ماتم کی صف بچھاتا وہ عمر آخر تک اپنے باغ تمنا کی بربادی پہ آنسو بہاتی رہیں اس غم زدہ خاتون کو جب واقعۂ کربلا کی خبر ہوئی تو اپنے آخری فرض کی ادائیگی کے لئے مقتول شوہر کے غلام سے کہا کہ جا اور اپنے آقا کو کفن دے جب غلام (بیش قیمت) کفن لے کر کربلا میں داخل ہوا تو اس نے (یہ قیامت خیز منظر) دیکھا کہ فرزند رسولؐ کی لاش عریاں پڑی ہے۔ یہ دیکھ کر کہنے لگا کہ میں اپنے آقا کو کفن دوں اور (آقا کے آقا) حسینؑ کو یونہی چھوڑ دوں۔ خدا کی قسم یہ نہ ہوگا۔ اس نے امامؑ کو کفن دیا اور اپنے آقا کو دوسرا کفن دیا۔

ارباب تاریخ نے نعش مبارک کے صرف کفن پہنانے کا تذکرہ کیا ہے دفن کا کچھ ذکر نہیں ہے یہ خدمت تو ۱۲ محرم کو بیمار کربلا امام زین العابدینؑ نے بنی اسد کی امداد سے انجام دی اور گنج شہیداں میں باپ کے تمام انصار کو سپرد خاک کیا۔

قاتل

زہیرؓ کا قاتل اسی ظالم گروہ کا ایک سپاہی تھا جس نے کربلا میں آل محمدؐ کا چراغ گل کر دیا۔ اس درندہ صفت فوج کا تعلق پیروانِ یزیدؔ اور ابن مرجانہؔ سے تھا جنہوں نے ملک شام سے فروغ حاصل کر کے رفتہ رفتہ کوفے اور مدینے تک اپنا اثر پھیلا رکھا تھا۔ ان کے دلوں میں ذرہ برابر بھی محبت علیؑ نہ تھی ورنہ یہ ناممکن تھا کہ باپ کے دوست بردار بیٹے کے درپۂ آزار ہوں اور آمادۂ قتل ہوں۔

قاتلان حسینؑ کو شیعہ سمجھنا ایک ایسا غلط خیال ہے جس کو دشمن بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اہل حدیث امرتسر نے پچھلے دنوں ایک سوال کا جواب شائع کیا تھا اس کا درج کرنا خالی از فائدہ نہیں ہے۔ سوال۔ امام حسینؑ کے

کےقاتل کون تھے شیعہ یا سُنّی ؟ جواب: امام حسینؑ کے قاتل نہ شیعہ تھے نہ سُنّی۔ دنیادار حکومت کے یار تھے جیسے گذشتہ جنگ میں بغداد اور قسطنطنیہ کی فتح میں شریک ہونے والے۔ (اہلحدیث امرتسر ۱۸ مارچ ۱۹۳۸ء)

زہیر بن قین کی عظمت اور خصوصیات

واقعات ختم کرنے کے بعد شخصیت کی عظمت اور ذاتی خصائص پر اگر ہم نے غور نہ کیا تو تدبر سے دنیا فائدہ اٹھا نہیں سکتی۔ نگاہ تعمق کی ضرورت ہے۔ واقعہ کربلا آیات الٰہی میں ایک عظیم آیت اور سپاہ قلیل کا ہر ناصر حسینیت کا جزو ہے تو جس طرح قرآن کے آیات پر تدبر کی نظریں ہمارا فرض ہے اسی طرح معرفت حضرت کی منزلوں کو طے کرنے پر عقیدت کی تکمیل ہوتی ہے۔

(۱) یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ بی بی کو طلاق واقع ہوگئی بلکہ بلوائے نصرت میں کہا تھا اور مراد یہ تھی کہ مودت ذوالقربیٰ میں مادی محبت کی آمیزش نہ رہے۔ اگر یہ امامؑ میں پہنچ کر کہتے کہ طلاق دیا تو یہاں عدلین تھے قطع تعلق ہوگیا تھا اور بی بی بھی صاحب معرفت تھی۔ وہ سمجھتی تھی کہ شرائط طلاق موجود نہیں ہیں جب ہی تو کہا کہ بروز قیامت حسینؑ کے نانا کے روبرو مجھے یاد کرنا۔

(۲) زہیرؑ کو سیرت و کردار امیر المومنینؑ فراموش نہیں ہوا تھا۔ یہ ان کی بہت بڑی جرأت تھی جو عمار لشکر کے روبرو ان کی غرض تخلیق کو یاد دلایا اور وہ اس حدیث کو ظاہر کرتے رہے۔

(۳) مسئلہ امامت سے دلچسپی مومنین کا اہم ترین فرض ہے۔ زہیرؑ نے سلسلہ امامت باقی رہنے پر امامؑ کی سرکار سے جو جواب حاصل کیا وہ ان کے ایمان بالغیب کی بھی دلیل ہے۔ اور اس مسئلہ پر شاہد ہے ناظرین نے کبھی غور کیا ہو کہ ہم تو صرف ایک امام غائبؑ پر ایمان لائے ہیں اور صدر اول کے اہل ایمان اس جذبہ میں ہم سے

بر حق تھے۔ زہیر بن قینؒ تو نو اماموں پر ایمان رکھتے تھے جو ابھی پیدا بھی نہ ہوئے
تھے اور صلب امام زین العابدینؑ میں تھے بنا بریں زہیرؒ کا ایمان جابر انصاری
کے ایمان سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ جابر کا مستقبل کے نو اماموں پر جو پیدا
ہونے والے تھے ایمان تھا اور زہیرؒ کا آٹھ معصومین پر۔

(۲) اگر فن طب کے ناخدا جالینوس سے ایک عطائی اور دوا فروش بات
کرے تو اس کی صحبت کے حاضرین گستاخی یا جرأت قرار دیں گے اور ذوق سلیم
کہے گا کہ اس کو خاموش رہنا چاہیئے۔ اپنی حیثیت کو نہیں دیکھتا۔ واقعہ کربلا تہذیب
تمدن کی سب سے بڑی درسگاہ ہے وہاں اگر کوئی تعجب خیز محل نظر آئے تو وہ
حقیقت کا جلوہ ہو گا۔ زہیر بن قینؒ کی شہزادہ عباسؑ سے گفتگو گستاخی ہوتی
مگر نقل حدیث کا اور کوئی طریقہ تھا جو وہ اختیار کرتے۔ یہ استحباب ان کی
جنگ شروع ہونے پر جاتا رہا۔ پہلا امتیاز تو ان کو یہ تھا کہ وہ صبح عاشور سے
آغاز جنگ تک کئی مرتبہ جنگ کر چکے تھے۔ تھکے ہوئے ہاتھ تھے جن سے آخری
لڑائی ہو رہی تھی اور حضرت عباسؑ اس جنگ کے ناظر تھے۔ ہر حملہ پر سرکار حسینؑ
سے داد ملنا چاہیئے۔ فنون جنگ کے بر محل استعمال پر دوسرے بہادر اور دلیر پھڑک
جاتے ہیں۔ زہیرؒ کی بہادری کے ثبوت میں ناظرین نے واقعہ نگار کے یہ الفاظ بھی
پڑھے اور دیکھے کہ "فجعل یقاتل قتالاً لم یر امثلہ ولم یسمع بشبہہ۔
وہ اس طرح لڑے کہ ویسی لڑائی ابھی تک دیکھی نہ گئی تھی۔ اور نہ اس جنگ کا
نمونہ سنائی دیا۔"

انصار میں یہ شجاعت ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی زہیرؒ آپ نے عباسؑ کی
جنگ فردوس بریں سے دیکھی آپ کی جنگ پر سیرت نگار کا وہ فقرہ تھا اور
آقازادہ کی جنگ پر حرب کا اعتراف اس مقام پر مجھے یاد آتا ہے کہ جیسے میں نے

Presented

نجف اشرف میں وہاں کے عالم جلیل مولانا شیخ شمشاد حسین صاحب مرحوم و مغفور سے پوچھا کہ نجف میں سب سے بڑا واعظ کون تھا۔ جس سے جناب والا کو تشرف حاصل ہوا تو فرمایا کہ میرزا ہادی نجفی اپنے فن میں یکتا تھے۔ موصوف کا خاص نظریہ تھا کہ حضرت عباسؑ ایسے بہادر تھے اور روز عاشورا ان سے وہ شجاعت ظہور میں آئی کہ ۱۰ برس تک واقعۂ کربلا کے بعد عرب کی ہر صحبت، ہر بزم، ہر مجلس، ہر اجتماع میں شجاعت کا ذکر ہوتا تھا۔

(۵) اس مجسم وفا بہادر کی قربانی کے بعد امام انامؑ سے جس تاثر کا اظہار ہوا وہ ان کو مومن آل فرعون کے بلند درجہ تک پہنچا دیتا ہے اور جس لب و لہجہ میں قاتل پر نفرین کی وہ مثیل عیسیٰؑ قرار دیتا ہے۔ بنی اسرائیل کا آخری گروہ وہ بدبخت تھا جو آسمان سے مائدہ نازل ہوتے پر ایمان نہ لایا اور وہ عذاب الٰہی سے بندر اور سور کی شکل میں ہو گئے۔ قاتلانِ حسینؑ کا جرم ان کی نافرمانی سے کم نہیں ہے۔

زہیر بن قینؓ بزم طب و حکمت میں

انصار امامؑ کے مجمع میں ہر شہید کی سکونت اور ولدیت تو معلوم ہوئی اور زیارت ناحیہ سے یہ فائدہ ہوا کہ وہ گمنام نہ رہے مگر فنی کمالات اور رجحانات علمیہ سے واقفیت کا کوئی ذریعہ پیدا نہ ہوا۔ مسلم بن عوسجہؓ درس کتاب و سنت میں ممتاز تھے۔ حبیبؓ بن مظاہر قاری قرآن اور ایک شب میں ختم قرآن کرنے والے فقیہ عصر تھے زہیر بن قینؓ کو فنون مروجہ میں طب و حکمت میں کمال تھا۔ یہ افادہ استاذ الواعظین شمس العلماء سید سبط حسن صاحب قبلہ مرحوم و مغفور کی زبانی اس طرح معلوم ہوا کہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۸ھ اتوار کو مسجد کلاں پھاٹک امین آباد لکھنؤ میں نماز مغربین پڑھا کر حسب معمول منبر پر گیا مجلس پڑھی ختم خطابت کے بعد حضرت بیٹھا

Presented

مجلس کے خصوصی افراد میں مولانا سید عدیل اختر صاحب قبلہ پرنسپل مدرسۃ
الواعظین اور بعض دوسرے اہل ایمان بیٹھے تھے۔ تبرک کی تقسیم پر آپس
میں گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا نے اپنی طالب علمی کا واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ
مولانا سبط حسن صاحب قبلہ نے اپنے تلامذہ سے کہا کہ اگر سلسلۂ سند اور حوالہ
نہ پوچھو تو ایک حقیقت واضح کروں۔ سلطان المدارس کے طلبہ خاموش ہو کر گوش
بر آواز ہوئے۔ قبلہ اعظم نے فرمایا جو شخص کسی مریض کی صحت یابی کے لیے روزہ
رکھے اور افطار کے بعد یہ دعا کر کے بستر پہ آئے کہ "اے زہیر بن قین طبیب
لشکر حسینی میرے مریض کے لیے دوا تجویز کر دیجئے" تو خواب میں ایک بزرگ
اس بیماری کا نسخہ لکھوا دیں گے۔ طلبہ میں ایک کو بول الدم کی شکایت تھی اور
علاج سے فائدہ نہ ہوتا تھا گھر پہنچ کر جناب کا یہ معمولہ عورتوں میں نقل کیا
اور مریض کی حقیقی بہن نے بھائی کی صحت کے لیے روزہ رکھ کے حسب ہدایت
دعا کی خواب دیکھا کہ ایک شخص کو لوگ گھیرے ہوئے ہیں اور وہ مریضوں کو
نسخہ لکھوا رہا ہے۔ بہن نے بھائی کے زوال مرض کی دوا چاہی تو جواب ملا کہ
وہ خود دوا نہیں کرتا۔ مریض کیا ایسا تو نہیں ہے بہت دوا کی۔ فرمایا وہ مجلس
کا حصہ نہیں لیتا۔"

صبح ہوئی اور خاتون نے بھائی سے واقعہ بیان کیا۔ اس نے تسلیم کیا کہ
بے شک میں بعض اوقات اژدحام میں مجلس سے نکلتے وقت حصہ نہیں لیتا
اب ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ اس ہدایت کے بعد پہلی مجلس میں شرکت ہوئی اور مجمع
میں زحمت اٹھا کر حصہ لیا۔ اسی وقت سے مرض جاتا رہا۔

کچھ تعجب نہیں اگر زہیر بن قین کو فن طب میں کمال حاصل ہوا اور قدرت
نے ان کے قلم کی یادگار میں یہ اثر ودیعت کیا ہو اور اب تو وہ خاک شفا کے

بستر پر آرام کر رہے ہیں۔ قرآنی کمال میں دوہری طاقت پیدا ہونی چاہیے مولانا نے محترم کا یہ افادہ بیں نے الواعظ سے تشریح بھی کیا اور خود اپنے ایک مریض کی صحت کے لیے سنہ ۱۹۵۱ء کے موسم سرما میں روزہ رکھا صوم شروع ہونے سے پہلے ہی بعد نیت شب اول خواب میں ایک تنومند عرب کو دیکھا جو عمامہ و قبا میں ملبوس تھے اور ساتھ ہی اس کی آمد کے آسمان پر ایک علم نور مشرق سے مغرب کی طرف بغیر کسی اٹھانے والے کے گزرتا ہوا نظر آیا اور میں علم کی زیارت میں ایسا محو ہوا کہ عرب سے ہمکلام نہ ہوا۔ صبح کو بیدار ہونے پر پہلا خیال تو یہ ہوا کہ عرب مذکور سیہ فام تھا اور زبیرؓ عربی نژاد خوبصورت انسان تھے دوسرے یہ کہ روزہ ابھی تمام نہیں ہوا ہے عمل کی تکمیل کا تعلق افطار کے بعد سے ہے خواب قبل از وقت تھا لہٰذا قابل توجہ نہیں۔ دن حالت صوم کے تصورات میں گزرا افطار کیا دعا کی بستر خواب پر پہنچا تو آخر شب ایک مرد خوش رو جمیل صورت قبا پہنے ہوئے کرسی پر نظر آئے اور خلوص نیت کی تعریف کی مجھے خواب میں اتنا ادراک نہ تھا کہ دعا طلب کرتا۔ موصوف نے خود ایک چھوٹے آفتابہ میں پانی دے کر رخصت کیا۔ آنکھ جو کھلی تو نماز صبح کا وقت آچکا تھا۔ تعبیر ظاہر تھی شخص اول زبیر بن قیسؓ کے غلام تھے جن کو زوجہ زبیرؓ نے کفن دے کر بھیجا تھا۔ اور علم وہ پرچم تھا جو مینہ پر ہونے کے لحاظ سے ان کے ہاتھ میں تھا۔ اور شخص دوم خود زبیرؓ تھے۔ یہ مکمل زیارت تھی اور پانی دینے کا مطلب یہ تھا کہ ہومیوپیتھک علاج ہو۔ چنانچہ ڈاکٹر گھوش کا علاج شروع ہوا بیٹے کی دوا تجویز کی اور مریض صحت سے قریب ہوتا گیا۔

نتیجۂ کلام زبیرؓ پیغمبرؐ کے صحابی اور عرب کے سر برآوردہ اور بہادر ترین

انسان تھے وہ تحقیق مذہب کی منزل پر عام لوگوں کی طرح باپ دادا کے پیرو نہ تھے بلکہ ذاتی کدوکاوش سے راہِ حق اختیار کی تھی۔ نصرت امامؑ کے جذبہ میں عیال تک کی پرواہ نہ کی، امامؑ نے ان کو میسرہ فوج کا سردار بنایا تھا مگر انہوں نے سیفِ زبان سے بھی پرزور احتجاج کیا، جنگی مشورہ دیا، کئی بار تلوار کھینچی افواج عدو سے جو گفتگو ہوئی اس میں شریک رہے حتی کہ فاطمہ زہراؑ کے لال پر اپنی جان فدا کر دی۔ ان کا نام رہتی دنیا تک رہے گا اور شہیدوں کا یہ زائر تحت قبر پہنچ کر ان پر آنسو بہائے گا۔ اور بے پناہ شجاعت اور صبر و استقلال کے تذکرے کرے گا۔ بابی انتم وامی طبتم وطابت الارض التی فیھا دفنتم وفزتم فوزاً عظیما۔

خاندان

زہیرؒ کے خانوادہ میں سلیمان بن مضارب بن قیس بجلی کا نام نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ زہیر بن قین کے چچازاد بھائی تھے اور ان کے ساتھ سنہ ۶۰ ھجری میں حج سے مشرف ہوئے جب زہیرؒ امامؑ کی نصرت کے لیے تیار ہو کر سادات کے قافلہ میں شریک ہوئے تو سلیمانؒ نے بھی اپنی فراست سے اس فریضہ کو محسوس کیا اور وہ بھی بھائی کے ساتھ ہو گئے روزِ عاشور ظہر کے بعد ان کی شہادت واقع ہوئی۔ مقاتل میں اس سے زیادہ ان کے حالات نظر نہیں آتے۔ وہ بھی قتل گاہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ محو خواب ہیں اور "لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات" کی نوید ان کی ابدی حیات کی ذمہ دار ہے۔

زہیرؒ کے ہمنام شہید

سیرت نگاری کا فرض جب ہی ادا ہوتا ہے جب موضوع کے ہر پہلو پر بحث ہو۔ کربلا کے شہیدوں میں دو جلیل القدر صحابی زہیرؒ کے ہمنام تھے۔

Presented

(۱) زہیر بن بشر خثعمیؒ اس مجاہد ملت کو ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے فوج مخالف کے پہلے حملہ کا مقتول بتایا ہے۔ زیارت شہداء میں ان پر سلام موجود ہے۔

السلام علی زہیر بن بشر الخثعمیؒ سلام میں ولدیت سکونت کی طرف اشارہ اس لیے ہے کہ دنیا کو نسل طیب کے تعارف کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو کہ مرنے والا کس زمین کا باشندہ تھا۔ خثعم یمن کے ایک سردار قبیلہ کا نام ہے جو خثعم بن انمار کے نام سے عرب میں مشہور ہے۔

(۲) زہیر بن سلیم ازدیؒ۔ یمن کے رہنے والے تھے مورث اعلیٰ کا نام ازد بن غوث تھا قبیلہ بہت باعزت سمجھا جاتا تھا۔

شب عاشور جبکہ دشمن نے بڑی مشکل سے ایک شب کی مہلت دی اور عام طور پر یہ سمجھ لیا گیا کہ دسویں کی صبح کو آل محمدؐ کا چراغ گل کر دیا جائے گا، زہیرؒ اپنے فرض کو محسوس کرتے ہوئے صف عدو سے نکل آئے اور پہلے حملے میں دشمنوں سے جنگ کرتے شہید ہو گئے۔ زیارت ناحیہ میں ان پر سلام کے الفاظ یہ ہیں:۔ السلام علی زہیر بن سلیم الازدیؒ۔ فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے ایک قصیدے میں بنی امیہ کی سیاہکاری کا تذکرہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں شہدائے کربلاؒ میں سے بعض کا نام بنام حال ہے ان میں زہیرؒ کا بھی نام ہے۔

ارجعوا عامراً وردوا زهیراً — ثم عثمان فارجعوا غارمینا
وارجعوا الحر وابن قین وقوماً — قتلوا حین جاوروا صفینا

زہیرؒ اور عامرؒ کو واپس کر دو ان کے علاوہ عثمانؓ کو انہیں واپس کر دو تاوان ادا کرتے ہوئے اور لوٹا دو حرؒ اور قین کے بیٹے کو اور ان لوگوں کو جو جنگ صفین میں قتل ہوئے۔ اس شعر میں زہیر سے مراد یہی مرد نبرد آزما ہے۔

Presented

باب المراثی

مرزا فصیحؔ

میمنہ پر تھا حبیب ابن مظاہر سا ولی — میسرہ پر تھا زرہ پوش زہیر بجلی

ضمیرؔ لکھنوی

جب حُر جری درِ امام میں ایسا سخی ہوا — اک تہلکہ سا فوج حسینی میں پڑ گیا
پہلے زہیر قینؓ نے نیزہ علم کیا — حضرتؑ نے اسکو روک کے اسطرح سے کہا
بہتر یہی ہے جنگ میں جتنی درنگ ہو — بھائی مری طرف سے نہ آغازِ جنگ ہو

میاں دلگیرؔ[1]

زوجہ نے یوں زہیرؓ سے پوچھا — کہ یہ ہے کون لالہ فام آیا
کہا اس نے کہ یاں مدینے سے — جگرِ سیدِ انامؐ آیا
علی اکبرؑ ہے یہ شبیہ رسولؐ — ابن آقا ہے سوئے غلام آیا
ہوں میں خدمت میں شاہ کی حاضر — شہؑ کا ہے لے کے یہ پیام آیا
بولی زوجہ کہ تیرے لینے کو — دلبرِ شاہِ خاص و عام آیا
شکر کر تیرے شکر کا ہے مقام — لب حضرتؑ پہ تیرا نام آیا
مجھے اس بات کا یقین بھی ہے — تو اگر ساتھ شہؑ کے کام آیا
قصرِ فردوس میں جگہ پائے — ہاتھ کوثر کا تیرے جام آیا

---

[1] مرثیہ گوئی میں ایک بلند پایہ مداح تھے۔ ان کا عہد حضرت انیسؔ و دبیرؔ سے پہلے تھا میر انیسؔ کے بزرگوں کے معاصر تھے محامد شاہ آزاد یادی نے دلگیر کے حال میں کہا ہے سہ

خلیقؔ و فصیحؔ کے یہ ہمعصر تھے — ضمیرؔ اور محمد تقی میرؔ کے

Presented

میر انیسؔ

بولے زہیرِ قینؓ کہ حاضر ہیں سب غلام
بڑھ کر خطیبؒ بھی ہوئے مصروفِ اہتمام

کرسی منگا کے بیٹھ گئے اک طرف امامؑ
رتبہ یہیں ہو گئی وہ زمیں عرشِ احتشام

پرتو فگن تھا نور رسالتمآبؐ کا
سر پر لگا تھا چترِ زریں آفتاب کا

مرزا دبیرؔ

ہر چند زمرۂ شہداؓ پر محال کیا
بس اک زہیرِ قینؓ کا لکھتا ہوں ماجرا

جو بعدِ حج حسینیوں سے راہ میں ملا
کیا سید آیا گھر سے خدا کے سوئے خدا

پروانہ جاں طوافِ چراغِ حرم کیا
اک ماہ میں ثواب دو حج کا بہم کیا

ولہٗ در صنعتِ منقوط

جب بخت بن قینؓ نے زینت بخشی
زینبؑ نے تشفی جب بشفقت بخشی

تیغیں جو تنِ جبیں شق کی بے بیں
جنت بخشی نبیؐ نے جنت بخشی

مونسؔ

یہ حسن کے بن قینؓ سے بولے شہِ والاؑ
گر حُرؓ کا رسالہ ہے نہیں فکر کچھ اصلا

اس دشت میں گر روکا ہے اس حُرؓ نے مرا رستہ
پر دیکھو گے پیچھے یہی ہوگا مرا فدیہ

آغاز سے بہتر کہیں انجام ہے اس کا
دفتر میں شہیدوں کے لکھا نام ہے اس کا

میر محمد رشید علی نفیسؔ

اے وہبؓ حبیبؓ ابنِ مظاہرؓ تمہیں اٹھو
اے حُرؓ و بن قینؓ مہاجر تمہیں اٹھو

اے مالک و ذی رتبہ و صابرؓ تمہیں اٹھو
لو جاتا ہے اے عابسؓ و عامرؓ تمہیں اٹھو

یہ بند حضرت دبیر مرحوم کے اس مرثیہ کا ہے جو خاص حضرت زہیر بن قینؓ کے حال میں ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎ جب نقش کن سے زینتِ لوحِ بقا ہوئی

Presented

brary.org

بھائی نہیں بیکار ہیں اب ہاتھ ہمارے کوئی تو مددگار رہے ساتھ ہمارے

اسیر

زہیر قینؑ اشجع مرد افگن شد آمادہ کہ سر زد نام روشن

خورد زہراجل چوں حسن و سلوا شود قربان زہرا یا تیغ زہرا را

غنچہ ۱۲

مرزا محمد جعفر اوج

وہ بچپنے کا حبیبؑ امام عرش وقار حبیب ابن مظاہرؑ سر آمد انصار

زہیر قینؑ شہ مشرقین کے غم خوار یہ میمنہ کے تو وہ میسرہ کے تھے مختار

وہ جاں نثار اپنے رفیقوں سمیت حاضر تھے جفا نصیب غریب الوطن کے ناصر تھے

بادشاہ مرزا محمد جعفر الواعظ

ہنگام نزعؑ بھی دل مضطر کو چین تھا زانوئے شہ پہ فرق زہیر ابن قینؑ تھا

رضا علی خنجر

پیشوائی کو بڑھے تیر کمانیں لے کر جب سنا جنگ کو میدان میں زہیرؑ آتے ہیں

سید سرفراز حسین خبیر

علم جو شبیرؑ نے میمنۂ لشکر کو دیا میسرہ ابن مظاہرؑ سے غضنفر کو دیا

میسرہ قینؑ کے فرزند خوش اختر کو دیا علم فوج خدا دلبر حیدرؑ کو دیا

نہیں چھپتا ہے چھپائے سے خوشی کا چہرہ جگمگا اٹھا جگر بند علیؑ کا چہرہ

حضرت ذکی

قتل تھا کرنے کو یہ فردوس کی سیر آتے ہیں کر کے بیعت شہ والا سے زہیرؑ آتے ہیں

حضرت رضی

جو باغ کربلا میں لگایا حسینؑ نے ہیں پھول اس چمن میں جناب زہیرؑ بھی

لہ دور حاضر کے شعراء کا کلام حروف تہجی کے لحاظ سے درج کیا جا رہا ہے ۱۲

brary.org

Presented

اثبات عزاداری

مصنفہ

عالیجناب سید سبط الحسن صاحب
فاضل ہنسوی

ناشر
رحمت اللہ بک ایجنسی
بالمقابل بڑا امام بارگاہ کھارادر کراچی ۷۴۰۰۰
فون 2431577

Presented

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا صاحب العصر والزمان المدد

قسم خدا کی بڑا نیک کام کرتے ہیں
غمِ حسینؑ کا جو اہتمام کرتے ہیں

نام کتاب

حسینؑ حسینؑ

مرتبہ و مؤلف

محمد وصی خان

شخصیت امام عالیمقام پر حیرت انگیز معلوماتی تحقیقی بے مثال۔ مضامین کا نایاب مجموعہ جس کو پہلی بار اس کتاب میں یکجا کیا گیا ہے۔ ہزاروں سال کی محنت ہزاروں سال کا نچوڑ اور ہزاروں روپیہ کی کتابوں سے نقل کیا ہوا مواد

ناشر

رحمت اللہ بک ایجنسی

بالمقابل بڑا امام بارگاہ کھارادر کراچی ۷۴۰۰۰

فون 2431577

تاریخ کی مناسبت سے سلسلہ وار مجالس

سوز، سلام اور مرثیوں کی بیاض

بیاضِ تسکینِ زینب سلام اللہ علیہا

مرتبہ: محمد وصی خان

رباعی، سوز، سلام اور مرثیوں سے ترتیب دی ہوئی تاریخ کی مناسبت سے کامیاب مجالس کا مجموعہ جسے پہلی بار چھاپا گیا ہے

ہندوستان و پاکستان کے نامور سوز خوان

حضرات کے بستوں کا نچوڑ

سوزگو اور ہمنواؤں کے لئے نایاب تحفہ

ناشر: رحمت اللہ بک ایجنسی

بالمقابل بڑا امام بارگاہ، کھارادر، کراچی نمبر ۲۔ فون ۲۲۳۳۱۵

Presented

Presented

Presented by: jafrilibrary.org

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by: jafrilibrary.org

Presented by: jafrilibrary.org

Presented by: jafrilibrary.org